دین حق کا عالمی مزاج قائم کریں اور حبل اللہ یعنی خلافت کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ر نومبر ۱۹۸۷ء بمقام بیت الظفر نیویارک امریکہ)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۖ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۗ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

(آل عمران: ۱۰۴-۱۰۶)

اور فرمایا:

امریکہ سے روانگی سے پہلے یہ میرا آخری خطبہ ہے جو اس دورے میں میں یہاں دینے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ اس دوسرے کے تجربے کی روشنی میں جس نے مجھے بہت سی امریکہ کی احمدی

جماعتوں کے اکثر ممبران سے ملنے کا موقع ملا۔ میں آپ کو بعض نصائح کرنی چاہتا ہوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ ان نصیحتوں کو آپ مضبوطی سے پکڑ لیں گے اور اگر آپ ایسا کریں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کی کوئی طاقت آپ کو یا اس پیارے دین کو جس کے ساتھ آپ چمٹے ہوئے ہیں یعنی دین اسلام اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ ان نصائح کا خلاصہ جو میں آج آپ کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں ان آیات میں موجود ہے جن کی میں نے تلاوت کی ہے۔ اس لئے تفصیلی تبصرے سے پہلے میں ان آیات کا لفظی ترجمہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ لفظی مگر با محاورہ یعنی یہ ترجمہ تفسیر صغیر سے لیا گیا ہے۔ فرمایا:۔

اور تم سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور پراگندہ مت ہو اور اللہ کا احسان جو اس نے تم پر کیا ہے یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی جس کے نتیجے میں تم اس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے مگر اس نے تمہیں اس سے بچالیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے اپنی آیات کو بیان فرماتا ہے تا کہ تم ہدایت پاؤ اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جس کا کام صرف یہ ہو کہ وہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور نیک باتوں کی تعلیم دے اور بدی سے روکے اور یہی لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں اور تم ان لوگوں کی طرح نہ بنو جو کھلے کھلے نشانات آچکنے کے بعد پھر پراگندہ ہو گئے اور انہوں نے باہم اختلاف پیدا کر لیا اور انہی لوگوں کے لئے اس دن بڑا عذاب مقدر ہے۔

ان پاکیزہ نصائح کی روشنی میں جو قرآن کریم کے الفاظ میں آج میں نے آپ کی سامنے پیش کی ہیں۔ میں ان میں سے بعض نصائح کو زیادہ کھول کر اور اپنے تجربے کی روشنی میں بعض پہلوؤں سے اجاگر کر کے آج آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ۔ پہلی نصیحت یہ فرمائی گئی ہے کہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا اللہ کی رسی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو۔

حبل اللہ سے کیا مراد ہے؟ اس کے متعلق بارہا جماعت کے علماء کی طرف سے اور اس سے

پہلے خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی طرف سے جماعت کے سامنے یہ بات کھولی گئی ہے کہ حبل اللہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا کی طرف سے پیغام لے کر آتے ہیں اور اول طور پر حبل اللہ سے مراد اللہ کے نبی ہیں اور اللہ کے پیغمبر ہیں۔ وہی وہ رسی ہے جس کو مضبوطی سے اجتماعی طور پر پکڑنے کی ان آیات میں نصیحت فرمائی گئی ہے۔ نبوت کے بعد یہ رسی خلافت کے نام سے موسوم ہوتی ہے اور اسی پہلو سے خلفاء کے ساتھ مضبوطی سے اپنا تعلق قائم کرنا جماعتی زندگی کے لئے انتہائی ضروری ہے اور اس تعلق میں بیچ میں کوئی اور واسطہ بیان نہیں فرمایا گیا اور اس تعلق میں واقعۃً عملی زندگی میں بھی کوئی اور واسطہ ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔ خلیفہ وقت اور احمدی مسلمان ان کے درمیان ایک ایسا تعلق ہے جس میں کوئی نظام جماعت اور کوئی نظام جماعت کا نمائندہ حائل نہیں ہوتا اور یہی وہ تعلق ہے جو سب سے پہلے نبی اپنے اور اپنے متبعین کے درمیان قائم فرماتا ہے اور اسی تعلق کو جاری رکھنے کے لئے نظام خلافت ہے۔ یہ ایک روحانی تعلق ہے اگر اس بلا واسطہ تعلق کی نسبت سے آپ اس مضمون کو سمجھیں گے اور اس تعلق کی حفاظت کریں گے تو آپ بہت سے خطرات اور خدشات سے محفوظ رہیں گے۔

بالعموم جماعت میں جو رخنہ ڈالنے کی کوششیں کی جاتی ہیں ان میں خلیفہ وقت کو پہلے سامنے نہیں رکھا جاتا بلکہ خلیفہ وقت کے نمائندوں پر حملہ کیا جاتا ہے۔ خلیفہ وقت کے نمائندوں کو اپنے تخریبی Criticism یا الزامات کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہمارا خلیفہ وقت سے تو تعلق ہے یہ لوگ جو بیچ میں حائل ہیں انہوں نے صحیح نمائندگی نہیں کی، یہ لوگ جو بیچ میں حائل ہیں ان کا کردار ایسا نہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے نظام جماعت سے وفا کی جائے۔ چنانچہ اکثر فتنوں کا آغاز اسی طریق پر ہوا ہے۔

قرآن کریم یہ مضمون بیان فرما رہا ہے کہ تمہارا بنیادوں سے تعلق ہے اور جن کا بنیادوں سے تعلق ہو شاخوں کے خراب ہونے سے وہ تعلق ٹوٹ نہیں جایا کرتا۔ اس لئے جڑوں سے اپنا تعلق مضبوط کرو۔ نبوت سب سے پہلے ہے جس کا تعلق نبوت کے ساتھ مضبوط ہے اس کو کوئی خطرہ نہیں۔ نبوت کے بعد جو خلافت نبوت کی نمائندگی کر رہی ہے اگر کسی کا براہ راست اس خلافت سے تعلق ہے تو اس کو کوئی خطرہ نہیں ہے اور یہی وہ بنیادی نصیحت ہے جو اس آیت میں فرمائی گئی اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس سے بھی آگے ہماری سوچ کو خدا تعالیٰ کی طرف منتقل فرما دیا گیا جب یہ کہا گیا کہ حبل اللہ کو پکڑو۔

حبل اپنی ذات میں کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ حبل تو یعنی رسی کسی جگہ باندھی جاتی ہے اور جس چیز سے وہ رسی باندھی گئی ہے اس چیز نے اس رسی میں کچھ صفات پیدا کرنی ہیں۔ حبل اللہ کہہ کر نبوت سے انسانوں کے تعلق کا فلسفہ بیان فرما دیا گیا۔ یہ فرمایا گیا کہ حقیقت میں اللہ ہی ہے جس کا تعلق نبوت سے اللہ کے واسطے سے ہے اس کے تعلق کو بھی وہ خطرہ نہیں ہے۔ جس کو خدا سے نبوت کی وجہ سے تعلق ہے وہ ہمیشہ خطرے میں رہے گا۔ اس لئے اگر نبوت سے اپنا تعلق جوڑنا ہے تو اللہ کے تعلق کو فوقیت دو اور اللہ کے تعلق کے نتیجے میں نبوت سے محبت کرو اور یہی مضمون پھر آگے خلافت میں جاری ہوگا اور یہی مضمون پھر آگے خلافت کے نمائندوں میں جاری ہوگا۔

ایک مسلمان بزرگ ہیں جن کے اوپر آج کے زمانے میں کسی کو فتویٰ لگانے کی جرأت نہیں لیکن اس عظیم بزرگ نے ایک ایسا شعر کہا جس شعر کے متعلق اس زمانے کے بہت سے علماء نے کفر کا اتہام لگایا اور یہ کہا کہ یہ شعر کہنے والا سچا مومن نہیں ہوسکتا۔ بظاہر اس شعر میں ایک نہایت ہی خطرناک بات کی گئی ہے جس سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کی گستاخی ہو رہی ہے۔ وہ شعر یہ ہے:۔

پنجہ در پنجۂ خدا دارم
من چہ پرواہ مصطفیٰ دارم

(حوالہ)

کہ میرا پنجہ خدا کے پنجے میں ہے، میرا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ مجھے مصطفیٰ ﷺ کی کیا پرواہ ہے۔

یہ ظاہری طور پر ایک انتہائی شدید گستاخی ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی کیونکہ ظاہری معنی یہ نظر آتے ہیں کہ کہنے والا یہ کہتا ہے کہ میرا براہ راست خدا سے تعلق ہے محمد مصطفیٰ ﷺ سے ہو یا نہ ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حالانکہ یہ مضمون نہیں ہے وہ ایک بہت ہی بڑے عارف باللہ تھے۔ وہ یہ بتانا چاہتے تھے کہ وہ شخص جس کا خدا سے تعلق مضبوط ہو محمد ﷺ سے اس کا تعلق لازماً ہوگا اور اس تعلق کو کوئی خطرہ نہیں ہے پھر۔ جس کو محمدؐ سے تعلق ہے اور اس کی وجہ سے خدا سے محبت کرتا ہے اس کا محمد ﷺ کا تعلق بھی خطرے میں ہے کیونکہ وہ ایک انسان تھے اور ان کی عظمت رسالت میں تھی، ان کی عظمت نمائندگی میں تھی۔ اس لئے پنجہ در پنجہ خدا دارم کا مطلب یہ ہے کہ میرا ہر تعلق اللہ کے واسطے

سے ہے۔ اس پہلو سے مجھے کوئی اور پرواہ نہیں رہی کہ میرے باقی تعلق کس نوعیت کے ہوں گے۔ اگر میں خدا سے سچی محبت کرتا ہوں، اگر میرا تعلق خدا سے مضبوط ہے تو لازمی نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ میرا محمد مصطفی ﷺ سے بھی تعلق مضبوط ہوگا۔

یہی وہ مضمون ہے جو قرآن کریم کی اس آیت میں حبل اللہ کے الفاظ میں بیان فرمایا گیا۔ اللہ کی رسی کہہ کر رسالت کو عظمت دی گئی ہے فی ذاتہٖ رسالت کی کوئی عظمت نہیں اور اگر حقیقۃً رسالت کی نمائندہ خلافت ہے تو خلافت کو اس رسالت کی نسبت سے عظمت ہے ورنہ فی الحقیقت خلافت تو ایک نمائندگی کا نام ہے، یہ نمائندگی غیر اللہ کی بھی ہو سکتی ہے، ادنیٰ کی بھی ہو سکتی ہے، اعلیٰ کی بھی ہو سکتی ہے۔

تو حبل اللہ کے مضمون کو ضرور یاد رکھیں کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ میں نے اپنی زندگی کے تجربے میں دو قسم کے لوگ دیکھے ہیں۔ کچھ وہ جو خلیفہ وقت کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اس کا مزاج معلوم کر کے ایسی باتیں کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ خلیفہ وقت خوش ہو۔ ایسے لوگ اکثر خلیفہ وقت کو خوش کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ خصوصاً حضرت مصلح موعودؓ کے عظیم دور میں میں نے بڑے قریب سے، بڑی باریک نظر سے اس تعلق کا مطالعہ کیا اور میں نے معلوم کیا کہ بہت سے ایسے جماعت کے عہدیداران ہیں جو خلیفہ وقت کا مزاج پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ اس کے برعکس اور یہ لوگ بھاری اکثریت میں تھے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تربیت یافتہ تھے خدا کو خوش کرنے کی نیت سے خلیفہ وقت کی اطاعت کرتے تھے۔ ان کا فیصلہ اس بات پر منحصر تھا کہ میرے خلیفہ سے اس تعلق میں میرا خدا راضی ہوگا کہ نہیں ہوگا اور ہمیشہ ان کے فیصلے درست ہوا کرتے تھے۔ کبھی بھی انہوں نے خلیفہ وقت کی ناراضگی مول نہیں لی کیونکہ حبل اللہ کے معنی وہ جانتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اللہ کی ذات سے سارے مضامین شروع ہوتے ہیں، جس کا تعلق اللہ سے مضبوط ہوگا اس کے ہر فیصلے اسی نسبت سے مضبوط ہوں گے اور درست ہوں گے۔

چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے ایک موقع پر مومن کی یہ تعریف فرمائی کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ مومن خدا کی آنکھ سے دیکھتا ہے (ترمذی کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الحجر حدیث نمبر ۳۰۵۲)۔ یہی وہ مضمون ہے جس کا سمجھنا جماعت کے لئے آج پہلے سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ آج جماعت ایسے دور میں داخل ہو رہی ہے جب کہ مختلف سمتوں سے اس کئی قسم کے خطرات

درپیش ہیں اور سب سے پہلے آپ کے ایمان پر حملہ ہوگا۔ اگر ایمان کو نقصان پہنچا اور حبل اللہ پر سے آپ کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا تو پھر باقی کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس لئے حبل اللہ کے مضمون کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا نہایت ضروری ہے۔

ہر احمدی کا تعلق حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ سے ہو یا آپ کے خلفاء سے یا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یا آپ کے خلفاء سے اس کی بنیاد اللہ کے تعلق پر ہے۔ اگر اس کی بنیاد اللہ کے تعلق پر نہیں ہے تو یہ تعلق مصنوعی اور جعلی اور بے معنی ہے۔ اگر اللہ کی محبت یہ تعلق پیدا کرتی ہے اور اللہ کی محبت جتنا بڑھتی ہے اتنا ہی حضرت محمد مصطفی ﷺ سے تعلق بڑھتا چلا جا رہا ہے تو پھر یقیناً جانئے کہ ایسے شخص کو کسی قسم کا کوئی خطرہ درپیش نہیں، نہ اس دنیا میں نہ اس دنیا میں اور یہ تعلق والے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ہر فتنے سے محفوظ رہتے ہیں۔ جب بھی کوئی ایسی بات کی جاتی ہے جس سے ان کے نزدیک ان کا خدا ناراض ہو سکتا ہے وہ جانتے ہیں کہ ایسی بات شیطان کی طرف سے آئی ہے۔ جب بھی کوئی ایسی بات کی جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کی واضح ہدایات کے منافی نتیجے پیدا کرنے والی ہو خواہ وہ کیسا ہی بھیس بدل کر بات کی گئی ہو اللہ سے تعلق والے جانتے ہیں کہ یہ بات جھوٹی اور شیطان کی طرف سے ہے۔ اس لئے ایسی جماعت میں جو اللہ کی رسی پر ہاتھ ڈال لے اور اس تعلق کو مضبوط کر لے کسی قسم کا کوئی رخنہ پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ فرمایا:۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا

یاد کرو اس وقت کو کہ جب خدا نے تم پر ایک عظیم الشان نعمت نازل فرمائی۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور اللہ کی نعمت کے نتیجے میں تم بھائی بھائی بن گئے۔ اس مضمون کو ایک اور آیت میں قرآن کریم نے اس رنگ میں بھی بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو اگر چاہتا کہ مومنوں کے دلوں کو باندھ دے تو تو ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ (انفال:۶۴)

اگر تو وہ سب کچھ خرچ کر دیتا جو زمین میں ہے سب کا سب تب بھی تو مومنوں کے دلوں کو

نہیں باندھ سکتا تھا، اللہ ہی ہے جس نے ان کے دلوں کو باندھا ہے۔ یہ بظاہر تو بات عجیب لگتی ہے کہ گویا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی صفات کے منافی بات کی جارہی ہے۔ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ آنحضور ﷺ کے اندر بے انتہا محبت پیدا کرنے کی طاقت موجود ہے اور آپ کی اس طاقت کے نتیجے میں مومن ایک دوسرے کے ساتھ باندھے گئے لیکن یہ آیت بظاہر اس سے برعکس بات پیش کررہی ہے کہ نہ صرف یہ ہے کہ ان کو آپس میں اکٹھا کرنے کی طاقت نہیں تو دنیا کی تمام دولتیں اگر ان پر خرچ کر دیتا تب بھی ان کو اکٹھا نہ کر سکتا اور پھر یہ کہ اللہ ہی ہے جس نے ان کے دلوں کو باندھا ہے۔ دراصل آنحضرت ﷺ اور آپ کے عشاق کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان، خراج تو نہیں کہنا چاہئے مگر محاورے میں کہا جاتا ہے خراج تحسین پیش کیا گیا۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان تعریف فرمائی ہے آنحضرت ﷺ اور آپ کی جماعت کی کہ ان کا تعلق اللہ کے واسطے سے ہے۔ اللہ کی محبت کے نتیجے میں اکٹھا ہوئے ہیں۔ دنیا کے لالچ کے نتیجے میں اکٹھا نہیں ہوئے۔ جو کچھ زمین ہے تو خرچ کر دیتا سے یہ مراد ہے کہ یہ بندے جو تیرے گرد اکٹھے ہوئے ہیں یہ خالصۃً اللہ کی محبت میں اکٹھے ہوئے ہیں ان کو دنیا کی مال و دولت کی کچھ بھی پرواہ نہیں۔ اس لئے ساری دنیا کے خزانے بھی تو ان پر لٹا دیتا تو کبھی یہ اس طرح اکٹھے نہیں ہو سکتے تھے چونکہ اللہ سے محبت کرنے والے خدا کے غلام ہیں اس لئے خدا کی خاطر تیرے اردگرد اکٹھے ہوگئے ہیں۔

اس سے ایک منفی مضمون بھی پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ محمد مصطفی ﷺ بھی ان خدا کے عشاق کو کسی طرح خرید نہیں سکتے تھے دنیا کی دولت کے ذریعے تو غیر اللہ کو کیا طاقت ہے۔ محمد ﷺ کے کسی دشمن کو کیا طاقت ہے کہ وہ محمد ﷺ کے غلاموں کو دنیا کے لالچ میں خرید لے۔

بہت ہی عظیم الشان تعریف ہے۔ اس سے بڑھ کر کسی نبی اور اس کی جماعت کی ایسی تعریف نہیں فرمائی گئی، آپ دنیا کی کتابوں کا مطالعہ کر کے دیکھ لیجئے۔ حیرت انگیز تعریف کا کلام ہے کہ دیکھو! محمد رسول اللہ ﷺ کے سارے غلام اللہ کی محبت کے نتیجے میں اس کے گرد اکٹھے ہوئے ہیں اس لئے ناممکن ہے دنیا کی کسی طاقت کے لئے کہ وہ ان کی محبت پر ہاتھ ڈال سکے، ان کے تعلق کو توڑ سکے، ان کے بھائی چارے کی محبت جو ایک دوسرے کو باندھے ہوئے اس پر کسی قسم کا حملہ کر سکے۔ فرمایا:۔

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ

اس مضمون کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ آگ ہی آگ ہے۔ فرمایا خدا کی محبت کے نتیجے میں اگر تم اکٹھے ہو جاتے ہو بھائی بھائی بن جاتے ہو تو تم ہر خطرے سے محفوظ ہو جاتے ہو۔ اس کے سوا آگ ہی آگ ہے، اس کے سوا جتنے بھی تعلق ہیں وہ آگ کی طرف لے جانے والے ہیں۔ پس یہ مضمون ہے جو فرمایا:۔ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ تم تو آگ کے کنارے پر کھڑے تھے کہیں دنیا کی لالچ میں تم خریدے جارہے تھے، تمہیں Exploit کیا جارہا تھا، کہیں دنیا کی محبت کے ذریعے تم خریدے جارہے تھے یا نفس کے شہوانی جذبات کے ذریعے تم خریدے جارہے تھے۔ جتنے بھی تعلق تمہارے اللہ کے سوا تعلق تھے وہ تو تمہیں آگ میں لے جانے والے تھے دیکھو خدا نے تم پر کتنا احسان فرمایا کہ سب سے پاکیزہ تعلق کے رشتے میں تمہیں باندھ دیا اور ہر دوسرے خطرے سے محفوظ فرمالیا۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ دیکھو اس طرح تمہارا خدا تمہارے سامنے ان مضامین کو کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تا کہ تم ہدایت پاؤ۔ کتنے عظیم الشان مضامین ہیں جو اس آیت کے کوزے میں بند ہیں اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو یہ ہے میری شان، یہ ہے میرا تم سے تعلق، اس طرح میں تمہیں بچاتا ہوں اور پھر اس طرح تمہیں زندگی کے فلسفے سے آگاہ کرتا ہوں تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

اتنے عظیم الشان مضامین کے سننے اور سمجھنے کے بعد اگر کوئی قوم پھر بھی آنکھیں بند کرے اور آگ کی طرف بڑھے اس سے زیادہ بدقسمت قوم اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ جس قوم میں یہ صفات پیدا ہو جائیں کہ اللہ کے تعلق کے نتیجے میں ان کے سارے تعلق قائم ہوں اور ہر اس تعلق کی عظمت ان کے دل میں قائم ہو جائے جو اللہ کے تعلق کے نتیجے میں قائم ہوا ہے ان کی حمیت ان کی غیرت برداشت نہ کر سکے کہ اس شخص پر ہاتھ ڈالے کسی کی زبان یا کسی کا ہاتھ اس شخص پر دراز ہو جس سے وہ خدا کی خاطر محبت کرتا ہے۔ ایسی جماعت کو کون منتشر کرسکتا ہے؟ کیسے ممکن ہے کہ اس جماعت کا شیرازہ کوئی بکھیر سکے اور ایسی جماعت کے اندر ایک ایسی عظیم الشان مقناطیسی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ دوسروں کو ہدایت کی طرف بلانے کی اہل بن جاتی ہے۔

دعوت الی اللہ کا اس مضمون سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ برائیوں کو دور کرنے کے لئے جو آپ نصیحت کرتے ہیں اس کا اس مضمون سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ جب تک آپ کے اندر یہ بنیادی صفات پیدا نہ ہو جائیں کہ آپ خدا کے ہو جائیں اور خدا کے ہونے کے نتیجے میں آپ کے تعلق استوار ہوں اس وقت تک آپ کی نصیحت میں وزن پیدا نہیں ہوگا، اس وقت تک آپ کی نصیحت میں طاقت پیدا نہیں ہوگی۔ زبان کی بات تو ہوگی لیکن دلوں کو تبدیل کرنے کی اس میں کوئی طاقت نہیں ہوگی کوئی اہلیت نہیں ہوگی۔

اسی لئے ایک ہی بات مختلف لوگ کہتے ہیں تو مختلف اثر پڑتے ہیں۔ اتنا فرق ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے متعلق روایت آتی ہے کہ ایک دوست کسی اپنے غیر احمدی دوست کو قادیان لے کر آئے اور انہوں نے سوچا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سب سے عالم سب سے متقی بزرگ حکیم نورالدین ہیں، ان کے پاس میں ان کو لے کے جاتا ہوں۔ انہوں نے نصیحت کی، انہوں نے سمجھایا انہوں نے اس برائی کے خلاف وہ سارے مضامین بیان فرما دیئے جن کا اس برائی سے تعلق ہے اور اس کے باوجود ان کے دل پر کوئی اثر نہ پڑا اور وہ اسی طرح کورے کے کورے واپس آ گئے۔ واپس جانے سے پہلے ان کو خیال آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لمبا وقت تو نہیں ہوگا محض ملاقات کروا دوں۔ چنانچہ ملاقات کی نیت سے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے صرف چند فقرے نصیحت کے فرمائے اور باہر نکل کر اس شخص نے کہا میری زندگی پر ایک انقلاب آچکا ہے۔ وہ ساری برائیاں ڈھل گئی ہیں جو پہلے میرے دل میں تھیں۔ حالانکہ براہ راست ان برائیوں کے متعلق کوئی بھی نصیحت نہیں فرمائی۔ چند کلمات تھے۔

پس اگر خلیفہ بننے والا جس کے اندر خدا نے اہلیت دیکھی تھی اس میں اور ان خلفاء میں بھی ایک خاص شان رکھنے والے بزرگ کا اپنے وقت میں اپنے اس امام کے ساتھ یہ مناسبت ہے یا یوں کہنا چاہئے کہ یہ نسبت ہے۔ تو باقی آپ سوچ سکتے ہیں کہ درجہ بدرجہ یہ نسبتیں کتنی دراز ہو جاتی ہیں اور کتنے مختلف درجات میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نصیحت میں وزن تعلق باللہ سے پیدا ہوتا ہے اور تعلق باللہ کے نتیجے میں جو نصیحت اثر کرتی ہے اس کا دلائل سے کوئی بھی تعلق نہیں ہوتا۔ اپنی ذات میں حیرت انگیز انقلابی طاقتیں پیدا ہو جاتی ہیں ایک ایسے شخص میں جس کا اللہ سے تعلق ہو۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد ایک لکھنے والے نے جب

آپ کے متعلق لکھا تو یہ لفظ استعمال کئے کہ اس کی انگلیوں کے ساتھ انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے۔ اس نے دور کی نظر سے دیکھا کہ اس شخص میں انقلابی کیفیات ہیں۔ وہ نہیں جان سکا کہ وہ انقلابی کیفیات یا انقلابی کیفیات کیوں پیدا ہوئیں لیکن قرآن کریم نے اس مضمون کو کھولا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ اللہ کے تعلق کے نتیجے میں تمام انقلابی طاقتیں پیدا ہوتی ہیں۔

چنانچہ فرمایا کہ یہ وہ جماعت ہے جو تعلق باللہ پر قائم ہو ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوا کرتے ہیں اور ایسے لوگ پیدا ہونے چاہئیں یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وہ بھلائی کی طرف لوگوں کو بلانا شروع کریں اور يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ اور نیک کاموں کی ہدایت کرنی شروع کریں۔ کسی دلیل کا ذکر نہیں ہے، کسی استدلال کی بات نہیں ہو رہی، ایک ہی ان کی صفت بیان ہوئی ہے کہ ان کے سارے تعلق اللہ کی محبت پر قائم ہیں اور معاً بعد فرمایا کہ ایسے لوگ اس بات کے اہل ہو گئے ہیں کہ وہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور نیک بات کی نصیحت کریں۔

چنانچہ ان کا محض نصیحت کرنا ہی اپنے اندر ایک غیر معمولی وزن رکھتا ہے۔ اس معاشرے میں جس میں آپ زندگی بسر رہے ہیں اس پہلو سے بھی یہ آیت ایک غیر معمولی مقام رکھتی ہے اور اس آیت کے اتباع کے نتیجے میں آپ ہزارہا خطرات سے بچ سکتے ہیں۔ یہاں تو قدم قدم پر صرف مومنوں کے لئے نہیں بلکہ غیر مومنوں کے لئے بھی خطرات ہیں اور ان لوگوں کے لئے بھی خطرات ہیں جن کا یہ معاشرہ ہے اور اتنے زیادہ خطرات ہیں کہ آپ ان کو شمار نہیں کر سکتے۔ ہر قدم پر روحانی زندگی کے لئے اس ملک میں ایک چیلنج ہے اور آپ نے صرف اپنی زندگی نہیں بچانی بلکہ غیروں کی زندگی بچانی ہے۔ غیروں کو ان خطرات سے محفوظ کرنا ہے۔ دلائل کے ذریعے آپ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ تعلق باللہ کو مضبوط کریں اور اس تعلق باللہ کے نتیجے میں خود ایک ہوں، خود ایک دوسرے سے محبت پیدا کریں۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ اس تعلق باللہ کے اظہار کے طور پر آپ ایک ہو جائیں اور خود ایک طبعی قانون کے طور پر آپ کے دل ایک دوسرے کے ساتھ باندھے جائیں تب آپ میں وہ عظمت پیدا ہوگی جس کے نتیجے میں آپ کی نصیحتوں میں وہ عظمت پیدا ہو جائے گی، آپ کے کلام میں ایک وزن پیدا ہوگا۔ ایک ایسی قوت ہوگی کہ دوسرا اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ غالبؔ نے اس مضمون کو سمجھے بغیر ایک موقع پر کہا کہ:۔

میں بلاتا تو ہوں اس کو مگر اے جذبۂ دل
اس پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے (دیوان غالب صفحہ:۲۹۶)

میں بلاتا تو ہوں لیکن باتوں سے نہیں وہ آنے والے، باتوں سے ماننے والے وجود نہیں ہیں۔ ہاں دل کے قصے ہیں اگر دل پر کچھ بن جائے اور خدا کرے کہ ایسی بن جائے کہ آئے بغیر ان کے لئے چارہ نہ رہے۔ قرآن کریم نے یہ مضمون حل فرما دیا ہے۔ فرمایا تم اپنے دل کو خدا کی آماجگاہ بنا لو۔ اپنے دلوں کو خدا کی تخت گاہ بنالو تو دیکھو گے کہ غیروں کے لئے آئے بغیر چارہ نہیں رہے گا، تم بلاؤ گے تو ان کے لئے اس کے سوا کوئی رستہ نہیں ہوگا کہ تمہارے آواز پر لبیک کہتے ہوئے دوڑتے ہوئے تمہاری طرف چلے آئیں۔

ان معنوں میں حضرت محمد مصطفی ﷺ کا براہ راست دخل تھا۔ وہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے پڑھ کے سنائی تھی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مومنوں کو اکٹھا کرنے میں تو نے کچھ نہیں کیا۔ وہ تو جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا ایک بہت ہی گہرا اور بہت ہی عظیم مضمون ہے جو بیان فرمایا گیا ہے۔ لیکن چونکہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کا دل خدا کی تخت گاہ بن چکا تھا اس لئے آپ کے بلانے میں ایک غیر معمولی طاقت پیدا ہوگئی تھی۔ خدا کی تخت گاہ بن چکا تھا۔ اس لئے آپ کے بلانے میں ایک غیر معمولی طاقت پیدا ہوگئی تھی اور آپ کی آواز میں ایک ایسی عظمت تھی اور ایسی کشش تھی کہ اللہ کی محبت کی خاطر لوگ کھچے چلے آتے تھے۔

پس یہ مضمون اور وہ مضمون ایک دوسرے سے متضاد اور متصادم نہیں ہیں۔ مراد یہ ہے کہ تو نے اس دل کے ساتھ ان کو بلایا جو خدا کی محبت کی آماجگاہ تھا اور خدا کی محبت کے نتیجے میں یہ لوگ چلے آئے۔ ان معنوں میں خدا کی محبت ہی ہے جس نے ان کے دلوں کو باندھا ہے اور اس کے سوا اور کوئی طاقت نہیں۔

پھر فرمایا وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ صرف وہ نیکیوں کی طرف نہیں بلاتے بلکہ برائیوں سے روکتے بھی ہیں اور یہ اس مضمون کا کسی شخص کے مسلمان ہونے سے تعلق نہیں ہے۔ تمام معاشرے پر یا تمام معاشرے کا ایک مسلمان پر جو حق ہے وہ بیان فرمایا گیا ہے۔ اس لئے آپ کو اپنے گردوپیش کو برائی سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اپنے ماحول کو نیکی کی طرف بلانا چاہئے اور نیک نصیحت اور جذبے کے ساتھ ایسا کرنا چاہئے۔ اگر آپ اس طرح کام شروع کریں گے تو لازماً لوگ آپ کی آواز پر لبیک کہیں گے اگر دلائل کے رستے اور منطق کی دقیق راہوں سے آپ دنیا کو اپنی طرف بلانے کی

کوشش کریں گے تو اول تو ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں کہ وہ دلیل کو عمدگی سے پیش کر سکے اور دوسرے محض دلیل کے ذریعے معاشرے تبدیل نہیں ہوا کرتے۔ لوگ سمجھتے بھی ہیں کہ ایک چیز بری ہے مگر اسے چھوڑنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ لوگ جانتے ہیں کہ اچھی نصیحت کی جارہی ہے لیکن اس نصیحت کے اندر ایسی کشش نہیں پاتے کہ اپنی برائی کی کشش پر اس کو غالب آتا ہوا دیکھیں۔ سمجھتے ہیں عقلاً جانتے ہیں کہ ہاں یہ چیز بری ہے، نصیحت اچھی ہے مگر برائی کے اندر ایک کشش ہے اور کشش ثقل کی طرح، ایک قانون کی طرح وہ کام کرتی ہے۔ اس لئے ناممکن ہے کہ نصیحتوں کے ذریعے جن کے اندر کوئی اور وزن نہ ہو آپ لوگوں کو برائیوں سے الگ کرسکیں۔

چنانچہ اس مضمون کو دنیا کے ہر ادب میں بیان کیا گیا ہے۔ تمام شعراء نے اس مضمون کو کسی نہ کسی رنگ میں چھیڑا ہے اور اسی طرح بیان کیا ہے کہ ہاں ہمیں پتا تو ہے کہ یہ چیز اچھی نہیں بری ہے مگر کیا کریں دل برائی کی طرف مائل ہو گیا ہے۔ جب یہ نفسیاتی کیفیت ہو انسان کی خواہ وہ دنیا کے کسی خطے سے بھی تعلق رکھتا ہو تو محض دلائل اور نصائح سے آپ کیسے ان میں تبدیلی پیدا کرلیں گے۔ ٹیلی ویژن پر آپ کئی قسم کی برائیوں کے خلاف مناظرے سنتے ہیں، مباحثات ملاحظہ کرتے ہیں لیکن جو سوسائٹی ہے وہ وہیں کی وہیں رہتی ہے۔ اس پر تو ایسی مثال صادق آتی ہے جیسے پنجابی میں کہتے ہیں۔ اردو میں بھی اس کا ترجمہ میں بیان کرتا ہوں پنجابی میں بھی محاورہ ہے غالباً اردو میں بھی ہوگا۔ سر پنچوں کا کہا سر آنکھوں پر لیکن پرنالہ وہیں رہے گا جہاں رہنا ہے۔ یعنی ہم نے اپنی چھت پر جس جگہ پرنالہ لگایا ہوا ہے سرپنچوں نے فیصلہ کردیا ہے کہ اس پرنالے کو یہاں نہیں ہونا چاہئے لوگوں کی تکلیف کا موجب ہے۔ ان کا کہا سر آنکھوں پر لیکن پرنالہ جگہ نہیں بدلے گا یہ وہیں رہے گا۔

تو انسانی فطرت کا پرنالہ ہے ایک جو اپنی جگہ نہیں بدلتا۔ نصیحتوں کے سامنے سر جھکاتا ہے ان کی تعظیم کرتا ہے، کہتا ہیں ہاں ایک اچھی نصیحت کرنے والے نے ایک اچھی نصیحت کی تھی لیکن پرنالہ وہیں رہتا ہے، وہیں سے بہتا ہے۔ اس لئے اس کے مقابل پر کوئی طاقت ہونی چاہئے اور قرآن کریم فرمارہا ہے کہ تمہارے تعلق باللہ کے نتیجے میں تمہاری ذات میں ایک کشش پیدا ہوگی وہ کشش لوگوں کو کھینچے گی، وہ کشش ان کی برائی سے محبت کے مقابل پر زیادہ قوی ہو جائے گی کیونکہ کشش ثقل زمین کی طرف بلاتی ہے اور خدا کی محبت آسمان کی طرف بلاتی ہے اور خدا کی محبت زمین کی

محبت پر غالب آجاتی ہے اگر وہ سچی ہو۔اس لئے لازماً وہ لوگ خدا کی طرف کھینچے جائیں گے اگر ان کو بلانے والے خدا کی طرف تھے، اگر ان کو بلانے والے خدا کی محبت اپنے دل میں رکھتے ہوں۔

پس اس پہلو سے قرآن کریم فرماتا ہے ہاں! اب تم تیار ہو گئے ہو کہ بنی نوع انسان کو نیکی کی طرف بلاؤ اور برائیوں سے روکو کیونکہ تمہارا حبل اللہ سے تعلق قائم ہو چکا ہے کیونکہ تم اللہ کی محبت کے نتیجے میں اس کے بندوں اور اس کے غلاموں سے محبت کرنے کے اہل ہو گئے ہو۔ یہ ہو جاتا ہے ایسی سوسائٹیاں وجود میں آتی ہیں جیسا کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے زمانے میں ایک عظیم الشان خدا کی محبت کے نتیجے میں پیدا ہونے والی محبت سے لوگ باندھے گئے تھے لیکن پھر اگلی نسلیں آتی ہیں، ان کو یہ باتیں ورثہ میں ملتی ہیں، ان کے لئے یہ تاریخ ہو جاتی ہے۔ان کو مخاطب کر کے فرمایا: وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ کہ خبردار! یہ نہ سمجھنا کہ یہ بندھن ہمیشہ مضبوط رہیں گے، خطرہ ہے کہ آئندہ نسلوں میں یہ بندھن کمزور ہو جائیں اور ان تعلقات کو تم رسمی تعلقات سمجھ لو، تم یہ سمجھ لو کہ ماں باپ کے تعلق تھے جو ہمیں ورثے میں ہیں، ہم تمہیں متنبہ کرتے ہیں کہ اس طرح یہ تعلق قائم رہنے کے نہیں یہ پھر ٹوٹ جائیں گے۔اس لئے ایسے بد بخت انسان نہ بننا جن کو خدا نے اپنی محبت عطا کی ہو اور اس محبت کے نتیجے میں ان کے دلوں کو باندھا ہو ان کو ایک نظام سے وابستہ فرمایا ہو اور پھر وہ اس کی ناقدری کرتے ہوئے اس سے اپنا تعلق کمزور کر دیں اور سب کچھ دیکھنے کے باوجود، تمام کھلے کھلے نشانات کا مشاہدہ کرنے کے باوجود پھر وہ اس تعلق کو توڑ لیں۔ وَأُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے ایک بہت بڑا عذاب مقدر ہے۔

پس نیک لوگوں کے متعلق تو آپ یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ ایک دفعہ خدا کی محبت ان کے دل میں پیدا ہو جائے اور شیطان ان پر غالب آجائے۔اس لئے ان کا ذکر چل ہی نہیں رہا۔ یقیناً ان کی آئندہ نسلوں کی بات ہو رہی ہے۔ یہ تو کبھی ہم نے نہیں دیکھا کہ کوئی قوم خدا کی محبت کی خاطر دنیا کی محبتوں کو تج کر دے اور ان کو دھتکار دے یہاں تک کہ کسی میں اتنی طاقت بھی نہ ہو کہ ساری دنیا کی دولتیں ان کے اوپر خرچ کر کے بھی ان کا ایک دل خرید سکے۔کبھی ایسے لوگ بھی خدا سے دور جایا کرتے ہیں ہر گز نہیں وہ تو کامل وفا سے خدا کی محبت کی خاطر جیتے اور خدا کی محبت کی خاطر مرتے ہیں اور کبھی اس تعلق کو نہیں توڑا کرتے۔ یہ مضمون آئندہ نسلوں پر چسپاں ہوتا ہے۔فرمایا ان لوگوں کی طرح

نہ ہونا جن کے ماں باپ کو خدا نے اپنی محبت عطا کی تھی اور انہوں نے دیکھا اور بینات کا مشاہدہ کیا، انہوں نے عظیم انقلابات دیکھے۔ وہ جانتے تھے کہ ان کے والدین نے اس محبت کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں، نہ دنیا کی پرواہ کی، نہ دنیا کی دوستی کی پرواہ کی، نہ دنیا کی دشمنی کی پرواہ کی، نہ دنیا کے اموال کی پرواہ کی۔ وہ خدا کے خاطر فقیر ہو گئے۔ وہ جو پہلے معزز تھے اپنے علاقوں میں وہ خدا کی خاطر ان علاقوں میں ذلیل بن گئے۔ اس لئے انہوں نے اپنے اعمال سے ثابت کر دیا کہ وہ دل کے سچے تھے۔ ان کے دل تھے جن کو خدا نے اپنی محبت کے لئے خاص کیا تھا اور ان کے دل تھے جن کو خدا کی محبت نے ایک دوسرے سے باندھا تھا۔ ان کی نسلوں نے یہ سب کچھ مشاہدہ کیا ہے۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد جب بینات ان کے سامنے آ گئیں پھر اگر وہ ایسے بدنصیب ہوں کہ ان رستوں کو چھوڑ دیں اور دنیا کے تعلق کو خدا کے تعلق پر غالب کر لیں اور دنیا کے تعلق، نفسانی خواہشات یا ہوا و ہوس کے نتیجے میں ایک دوسرے سے دور ہٹنے لگیں، ایک دوسرے کو طعنہ و تشنیع کا نشانہ بنانے لگیں، ایک دوسرے کو تحقیر کی نظر سے دیکھنے لگیں اور دشمن کو موقع دیں کہ ان کے درمیان داخل ہو اور ان کے اجتماع کو منتشر کر دے۔ تو فرمایا یہ لوگ بہت ہی بدنصیب ہیں کیونکہ ان کے لئے ایک بہت ہی بڑا عذاب مقدر ہے۔

پس اس پہلو سے جماعت احمدیہ کی موجودہ نسل کے لئے ایک بہت ہی بڑی تنبیہ ہے۔ ورثہ میں وہ سب رستے تم پاؤ گے اگر ورثہ میں خدا کی محبت بھی تمہیں ملی ہو اور اگر خدا کی محبت تمہیں ورثہ میں نہیں ملی اور حبل اللہ سے تعلق کمزور ہو گیا ہے تو بزرگوں کے ورثہ میں سے کچھ بھی تمہارے حصے میں نہیں آئے گا بلکہ ان کا ورثہ پاؤ گے جو تمہارے بڑوں اور تمہارے بزرگوں کے دشمن تھے۔ جنہوں نے اپنی زندگی میں ان کی مخالفت کر کے عذاب کمایا تھا۔ فرمایا تمہارے مقدر میں بھی ان کا ورثہ آئے گا اپنا بزرگ والدین اور اپنی پہلی نسلوں کا ورثہ پانے والوں میں سے نہیں ہو گے۔

یہ وہ بڑی واضح اور عظیم اور کھلی کھلی نصیحت ہے جس کو بار بار جماعت کے سامنے لانے کی ضرورت ہے اور خصوصاً امریکہ کے اس دورے کے نتیجے میں میں نے محسوس کیا کہ جماعت کے سامنے اسے پھر رکھنے کی ضرورت ہے۔ آپ کے دلوں میں بھی رخنے پیدا کرنے کے لئے شیطان کئی طرح سے کوشش کرتا ہے اور کر رہا ہے۔ کئی طرح سے جماعت کے خلاف کوشش کی جا رہی ہے پہلے بھی کی جاتی تھی آئندہ بھی ہوتی رہے گی۔ اس لئے یاد رکھیں کہ ہر وہ کوشش جو اللہ سے محبت کے اوپر

حملہ کرنے والی ہو اور اس محبت کے نتیجے میں ان لوگوں کی محبت پر حملہ کرے جو خدا کی خاطر آپ کو پیارے ہیں، اس نظام پر حملہ کریں جو خدا کی خاطر آپ کو پیارا ہے۔ وہ شیطان ہیں جو یہ آواز اٹھانے والے ہیں، ان کی آواز کو دھتکار دیں اور رد کردیں۔ بعض دفعہ یہ شیطان واضح ہو کر حملہ کرتا ہے بعض دفعہ چھپ کر حملہ کرتا ہے۔ بعض دفعہ براہ راست حملہ کرتا ہے، بعض دفعہ ایسے نمائندوں کے ذریعے حملہ کرتا ہے جن کو آپ نیک دیکھتے ہیں، جن کو آپ اچھا پاتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ وہ لمبے سجدے کررہے ہیں، وہ نمازوں میں آگے ہیں اور دین کے کاموں میں بظاہر پیش پیش ہیں اور اس نتیجے میں آپ دھوکا کھا جاتے ہیں۔ قرآن کریم نے یہ نہیں فرمایا کہ کیا دیکھو، کس طرف سے بات آرہی ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا کہ میری محبت کو عزیز تر کرلو اور اپنے تعلق کو میرے تعلق کی بنا پر مضبوط کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو پھر تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔

پس اگر ایک نیک آدمی کی طرف سے ایک ایسی آواز اٹھتی ہو جس کے نتیجے میں وہ لوگ جو خدا کی خاطر آپ کو پیارے ہوں ان کے خلاف دل میں بغض پیدا ہوتا ہے تو وہ آواز نیک انسان کی طرف سے نہیں شیطان کی طرف سے ہے۔ وہ نیک آدمی اگر بظاہر نیک ہے تو پھر وہ شیطان کا نمائندہ بن چکا ہے، آلہ کار بن چکا ہے۔ اس کو علم نہیں کہ وہ کیا کررہا ہے۔ اس لئے ہر اس کوشش کو پہچانیں کہ وہ اپنی ذات میں بد ہے یا اچھی ہے۔ اگر وہ تفرقہ پیدا کرنے والی کوشش ہے تو یقیناً خدا کی طرف سے نہیں کیونکہ قرآن کریم نے ان آیات میں خوب کھول دیا ہے، بار بار کھول دیا ہے کہ خدا تو تفرقوں سے نکال کر اجتماع کی طرف لانے والا ہے۔ وہ تو اندھیروں سے روشنی کی طرف لے کر آتا ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ خدا سے پیار کرنے والے کی آواز تمہیں دوبارہ ان اندھیروں میں دھکیل دے دوبارہ افتراق کا نشانہ بنا دے۔ اس لئے کسی نوع کا افتراق ہو جو بات بالآخر آپ کو اپنے بھائیوں سے دور لے جانے والی ہو، نظام جماعت سے دور لے جانے والی ہو وہ آواز خدا کی آواز نہیں ہے۔

اس ملک میں کئی قسم کے ایسے خطرات ہیں۔ بعض دفعہ آپ کو کہنے والے یہ کہیں گے کہ فلاں آدمی امیر ہے اور اس کی زیادہ عزت ہے اور ہم غریب ہیں یا فلاں غریب ہے اس کی عزت نہیں ہے۔ اس لئے جماعت تقویٰ سے ہٹ گئی ہے، اس لئے جماعت سے تعلق کمزور ہو جانا چاہئے، اس لئے ایسے لوگوں کو اپنی تنقید کا نشانہ بنانا چاہئے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر یہ ایسی بات درست ہے تو وہ بدنصیب

ہے جو کسی امیر کی محض اس کی امارت کی وجہ سے عزت کرتا ہے۔لیکن وہ اس سے بھی زیادہ بدنصیب ہے جو جماعت سے اس لئے تعلق توڑ لیتا ہے کہ جماعت کا کوئی شخص کسی امیر کی محض دولت کی خاطر عزت کر رہا ہے۔اس لئے وہ اس سے بڑھ کر بدنصیب کیوں ہوتا ہے جس کی بدنصیبی کو وہ اپنی طعن و تشنیع کا نشانہ بنا رہا ہے۔کیا دولتوں کی طرف رجحان کے نتیجے میں آپ کا تعلق خدا سے پیدا ہوا تھا۔کیا آپ کا تعلق خدا سے اس لئے تھا کہ تمام مسلمان امیر لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں اور غریبوں کو عزت دیتے ہیں۔

یہ ایسی ثانوی چیزیں ہیں جن کا خدا سے تعلق سے کوئی بھی تعلق نہیں۔اس لئے خدا کا تعلق بنیادی ہے۔اگر کسی شخص کا تعلق خدا سے مضبوط ہے اور اسے کوئی یہ کہہ دے کہ فلاں شخص جو جماعت کا نمائندہ ہے اس نے تمہیں ذلیل سمجھا تو کیا اس کے نتیجے میں وہ خدا سے تعلق توڑ لے گا؟

امر واقعہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ ذلیل دنیا میں ان لوگوں کو سمجھا گیا جن کا خدا سے سب سے زیادہ تعلق تھا۔دنیا میں اپنے وطن میں سب سے زیادہ ذلیل انبیاء کئے گئے ہیں اور سب سے زیادہ تحقیر ان کی کی گئی ہے۔کیا انہوں نے کبھی اس بنا پر کہ خدا کے بندوں نے ان پر ناجائز حملے کئے خدا سے اپنے تعلق کو کمزور کر لیا۔اس لئے: ’’پنجہ در پنجۂ خدا دارم‘‘ کا یہ معنی ہے کہ ہمارا تو اپنے خدا سے تعلق ہے۔اس لئے دنیا کا Behaviour یا خدا کی طرف بظاہر منسوب ہونے والے لوگوں کا جو طرز عمل ہے وہ بھی اس تعلق میں ہمیں کمزور نہیں کر سکتا۔ہمیں جس سے محبت ہے یہ ہے خدا کی خاطر ہے اور جب تک وہ خدا کی خاطر رہے گی ہماری اس محبت کو کوئی بھی خطرہ نہیں۔

اس مضمون کو آپ اچھی طرح سمجھیں تو پھر کوئی شخص آپ کو دھوکا نہیں دے سکتا۔کوئی شخص آپ کو یہ آ کر کہتا ہے کہ ہم ایک ایسا اجلاس بلاتے ہیں جس میں صرف African Americans شامل ہوں گے۔پاکستانی شامل نہیں ہوں گے۔ہر African American کو سمجھ جانا چاہئے کہ یہ شیطان کی آواز ہے۔یہ ایک ایسی آواز ہے جو انفرادی تفریق نہیں پیدا کر رہی بلکہ جماعت کو دونیم کرنا چاہتی ہے جو جماعت کے ایک طبقے کے ساتھ دوسرے طبقے میں فرق پیدا کرنا چاہتی ہے اور یہی وہ ردعمل ہے جو یہاں کی جماعت نے ایک موقع پر دکھایا جبکہ ایسی آواز ابھی اٹھائی گئی۔تمام ایسے African Americans جو اپنے اخلاص اور محبت میں خالص ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ

ایک بڑی بھاری تعداد ایسی ہے جو اپنی محبت اور اپنی اخلاص میں خالص ہیں۔انہوں نے اس بات کو تحقیر کی نظر سے دیکھا اور رد کر دیا اور ہر ایک نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم کسی ایسے اجلاس میں شریک نہیں ہوں گے جو خدا کی جماعت کو دو نیم کرنے والا ہو اور جو خدا کی جماعت میں تفریق پیدا کرنے والا ہو۔اگر چہ بظاہر ان کی محبت کی خاطر یہ آواز اٹھائی گئی تھی ۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ شخص جس نے اس آواز کو اٹھایا اس کے دل میں شیطان نے اثر کیا تھا اور براہ راست اس کے دل سے یہ آواز اٹھی تھی یا کسی شیطان نے اس کو اپنا آلۂ کار بنایا تھا۔مگر دونوں صورتوں میں اس کی ایک بدنصیبی ہے۔ وہ خدا کے دشمن کا آلۂ کار بن گیا خواہ لاعلمی میں بنا،خواہ جان کر اور اس بات کو خوب پہچاننے کے بعد بنا مگر دونوں صورتوں میں اس کی ایک بدنصیبی ہے اور میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ امریکہ کی جماعت پر اس نوع میں بھی کئی قسم کے حملے پہلے ہو چکے ہیں ۔ یہ حملے ہمیشہ ایک طرف پر نہیں ہوا کرتے ۔قرآن کریم ہمیں دوسری طرح مطلع فرماتا ہے کہ شیطان تم پر اس طرح حملے کرتا ہے کہ خود چھپ جاتا ہے اور تمہیں یہ بھی نہیں پتہ چلتا کہ کس طرف سے حملہ ہو رہا ہے۔

آخری سورۃ قرآن کریم کی جو خصوصاً آخری زمانے کے فتنوں سے متنبہ فرماتی ہے اس میں ایک خناس کا ذکر فرمایا۔کہ اے خدا! ہمیں خناس کے شر سے بچا۔

الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۶﴾ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ (الناس:۶-۷)

جو لوگوں کے دلوں میں انسانوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کرتا ہے جنّوں کے دل میں بھی یعنی بڑے لوگوں کے دل میں بھی اور الناس یعنی چھوٹے لوگوں کے دلوں میں بھی اور خناس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جو بات پھونک کر خود پیچھے ہٹ جائے اور چھپ جائے ،خود سامنے نہ آئے لیکن اس کی بات سامنے آنی شروع ہو جائے۔

چنانچہ یہ جو حملے ہیں مختلف رنگ میں ہوتے ہیں ۔کبھی بلند شکل میں پیدا ہوتے ہیں کبھی چھوٹوں کی شکل میں پیدا ہوتے ہیں۔کبھی محبت کے نام پر پیدا ہوتے ہیں،کبھی دشمنی کے نام پر پیدا ہوتے ہیں اور یہ وسوسے اپنے رنگ بدلتے رہتے ہیں،نتیجہ ایک ہی ہے کہ وہ لوگ جو حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں ان کے درمیان میں رخنہ پڑ جائے اور ان کے درمیان افتراق پیدا ہو جائے اور ان کے اوپر قبضہ کر لیا جائے۔

چنانچہ امریکہ ہی میں ایک ایسا دور تھا جبکہ امریکہ کی جماعت پر نیکی کے نام پر قبضہ کیا جانے کی کوششیں کی جارہی تھیں۔ بعض لوگ ایسے تھے جنہوں نے ایک دم جماعت کے کاموں میں آگے آنا شروع کر دیا اور ان کا ایک گروہ تھا جن کا آپس میں تعلق تھا اور وہ ایک دوسرے کو بڑھاتے تھے اور جب میں نے تحقیق کی تو اس تحقیق کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ بعض ان کے ایجنٹ جماعتوں میں پھرتے تھے اور ان کی تعریفیں کرتے تھے۔ کہتے تھے فلاں شخص بہت نیک ہے اور بہت اعلیٰ خدمات کرنے والا ہے کیوں اس کو آگے نہیں لایا جارہا؟ کہیں یہ وجہ تو نہیں کہ پاکستانی لیڈرشپ کو یہ خطرہ ہے کہ اس لیڈرشپ پر مقامی لوگ قابض ہو جائیں گے۔ اس لئے ہمیں اچھے لوگوں کو ووٹ دینا چاہئے۔ جو ہم میں سے نیک ہیں ان کا حق ہے کہ وہ آگے آئیں۔ اس طرح پروپیگنڈا کر کے بعض نہایت ہی اسلام کے خطرناک لوگوں کو آگے لانے کی کوشش کی جارہی تھی۔

جب میں 1978ء میں ایک عام احمدی کی حیثیت سے آیا یعنی خلافت کے منصب پر ابھی خدا تعالیٰ نے مجھے فائز نہیں فرمایا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے کچھ نہ کچھ بصیرت مجھے ایسی عطا فرمائی تھی جس سے میں ان باتوں کو بھانپ لیتا تھا، پہچان لیتا تھا۔ ان سب لوگوں سے میں نے تعلق قائم کیا، ایک ذاتی دورہ تھا، میں پھر رہا تھا اور جہاں جہاں بھی موقع ملا مقامی، بیرونی ہر قسم کے احمدیوں سے بڑی محبت سے ملا اور ان کو قریب سے دیکھا اور واپس جا کر میں نے بعض لوگوں کے متعلق یہ رپورٹ کی کہ مجھے یہ نہایت خطرناک سازش دکھائی دے رہی ہے۔ کچھ لوگ نیکی کے نام پر جماعت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور دو طرح کے خطرات ہیں۔

اول اگر وہ واقعۃً نیک ہیں تو ان کو جماعت کے نظام کا علم کوئی نہیں۔ ان کے اندر احمدیت گہری طور پر جذب نہیں ہے، وہ بیرونی خیالات سے متاثر ہیں اور احمدیت اور اسلام کو اپنے رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کریں گے اور دوسرے مجھے یہ خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ ایک سازش کے نتیجے میں ایسا ہو رہا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کو یہاں کے بعض مخلص احمدیوں نے نہایت سادگی سے ان کو نیک سمجھتے ہوئے اوپر لانے کی کوشش کی اور چونکہ مرکز متنبہ ہو چکا تھا ان کی اس کوششوں کو رد کر دیا گیا اور ان کو وہ عہدے نہیں دیئے گئے جن کے لئے ان کے نام پیش ہوئے تھے۔ نتیجۃً کچھ لوگوں کے اندر تو یہ غصہ سلگتا رہا کہ جماعت نے ہمیں چنا اور مرکز نے رد کر دیا، یہ کیا وجہ ہے؟ یہ کس قسم کی Democracy ہے

؟ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہاں دنیاوی کوئی Democracy نہیں ہے۔ نظام جماعت خدا کی رسی سے شروع ہوتا ہے اور آسمان سے لٹکنے والی رسی ہے جو نظام جماعت کی نمائندگی کرتی ہے۔ زمین سے اٹھنے والی کوئی رسی نہیں ہے جس کو آپ Democracy کہہ کر دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ اگر واقعۃً آپ کا تعلق اللہ سے ہے تو آپ کی نظر اللہ پر رہے گی اور ان لوگوں کی رضا آپ کی رضا بن جائے گی جو خدا کی رضا پر چلتے ہیں اور Democracy کا بالکل ایک مختلف سے مختلف تصور پیدا ہوتا ہے۔ وہ جو خدا کے لئے کام کرنے والے ہیں جن کا خدا سے تعلق مضبوط ہے ان کی رضا آپ کی اپنی رضا پر غالب آجاتی ہے اور ایسے شخص کو پھر کوئی خطرہ نہیں۔

چنانچہ اس مضمون کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں کچھ لوگوں کے دلوں میں اعتراض پیدا ہوئے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ جن کو خدا نے ایک بڑا عظیم الشان دنیا کا کام سپرد فرمایا ہے جن کی تربیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمائی، جن کو تقویٰ پر قائم کیا، ان کو اہل تقویٰ کی بصیرتیں عطا فرمائیں، پھر خلافت کے زیر سایہ انہوں نے لمبی پرورش پائی۔ بچپن سے بڑے ہوتے تک، بڑے ہو کر جوان ہوتے تک، جوان ہو کر بوڑھے ہوتے تک اور مرتے دم تک کامل وفا سے وہ اسلام کے ساتھ بڑی محبت کے ساتھ چمٹے رہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے تقویٰ پر قائم فرمایا ہے۔ ان کے فیصلے اپنی انا کے مطابق نہیں ہوتے، ان کے فیصلے ہرگز اس بنا پر نہیں ہوتے کہ کوئی قوم کسی دوسری قوم پر غالب آجائے۔ ان کے فیصلے خالصۃً اس بات پر قائم ہوتے ہیں کہ اللہ غیر اللہ پر غالب آجائے اور اللہ کی محبت غیر اللہ کی محبت پر غالب آجائے۔

اس لئے کسی ایسے خطرے کو برداشت نہیں کر سکتے، اس کے خلاف نبرد آزما ہونا ان کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے، جس سے نظام جماعت پر حملہ ہو رہا ہو۔ اس بنا پر وہ فیصلے ہوتے ہیں لیکن دنیا میں بہت سے نئے آنے والے مختلف جگہوں سے دین میں بعد میں شامل ہونے والے اس مضمون کو گہرائی سے نہیں سمجھتے اس لئے وہ بعض دفعہ دشمن کے پروپیگنڈے کا شکار ہو جاتے ہیں۔

بہر حال ایک یہ بھی دور تھا جب اس رنگ میں کوشش کی گئی اور بعض دفعہ پھر بھی ایسی کوششیں کی جائیں گی لیکن آپ یاد رکھیں **اگر آپ خلیفۃ المسیح سے آپ کی بیعت سچی ہے، اگر خلیفۃ المسیح پر آپ کا اعتماد ہے اور آپ جانتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور آج دنیا میں سب سے زیادہ خدا**

کی نمائندگی کا اس کو حق حاصل ہے تو پھر اپنے فیصلوں اور اپنی آراء کو اس کی رائے پر اور اس کے فیصلے پر کبھی ترجیح نہ دیں۔ اگر آپ نے کبھی ترجیح دی تو حبل اللہ سے آپ کا ہاتھ چھوٹ جائے گا اور قرآن کریم کی آیت آپ کو حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں دے گی۔ آپ مشورہ دیتے ہیں اور مشورے میں تقویٰ ضروری ہے اور بسا اوقات ایک ناتجربہ کار آدمی تقویٰ پر مبنی مشورہ بھی دیتا ہے اور وہ مشورہ قابل قبول نہیں ہوتا۔

اس لئے آخری فیصلہ دین میں نبی اور نبی کے بعد خلیفہ کے ہاتھ میں رکھا گیا ہے اور قرآن کریم نے یہ فرمایا ہے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ اے محمد ﷺ! تو خدا کی رسی ہے لیکن بنی نوع انسان کی تربیت کی خاطر ہم تجھے حکم دیتے ہیں کہ اس سے مشورہ ضرور کر لیکن مشورے پر چلنا فرض نہیں ہے۔ فیصلہ تجھے کرنا ہوگا۔ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ (آل عمران: ۱۶۰) تو خدا کا نمائندہ ہے اس لئے مشورہ سن اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر اور پھر جو کچھ تقویٰ کے ساتھ تو سمجھتا ہے کہ خدا کی رضا اس میں ہے اس پر قائم ہو جا اور چونکہ ہم جانتے ہیں کہ تیرا فیصلہ ہمیشہ رضا کی خاطر ہو گا اس لئے فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ پھر یقین کر کہ اگر ساری دنیا کی رائے کو بھی تو نے رد کر دیا تو جس خدا کی خاطر تو نے رد کیا وہ خدا تیرا ساتھ دے گا اور تجھ سے وفا کرے گا اور تجھے نہیں چھوڑے گا اور تجھے لازماً کامیاب کرے گا۔ یہ ہے توکل علی اللہ کا مضمون۔

پس آج کی شوریٰ کے ساتھ بھی اس مضمون کا تعلق ہے۔ آپ جتنے بھی مشورے دیتے ہیں اپنی انا کی خاطر نہیں دیتے، اپنی قومیت کی خاطر نہیں دیتے، اپنے رنگ اور نسل کی خاطر نہیں دیتے محض اللہ کی خاطر دیتے ہیں اور اس لئے وہ جس کی بیعت آپ نے اللہ کی خاطر کی ہے اس کے فیصلے کو خدا کی خاطر قبول کرنا آپ کے ایمان کا جز ہے، آپ کے ایمان کا جز ہی نہیں بلکہ آپ کے ایمان کی بنیادی شرائط میں داخل ہیں۔ یہی وہ تربیت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے پائی اور یہی وہ تربیت ہے جو خلفاء نے ہمیشہ جماعت کی کی اور اسی تربیت میں ہم پل کر جوان ہوئے ہیں۔ میں کسی قیمت پر یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس عظیم تربیت سے آپ کے قدم ہٹنے دوں، اس راہ سے آپ کو بھٹکنے دوں۔ اس لئے میں خوب کھول کر بیان کرنا چاہتا ہوں کہ حبل اللہ سے تعلق کا یہ مطلب ہے آپ میں سے جو خدا سے وفا کرتے ہیں وہ لازماً خدا کے نمائندوں سے وفا

کریں گے اور مجھے ان کے متعلق کوئی بھی خدشہ نہیں ۔ خدا خود ان کی حفاظت فرمائے گا اور جو بے وفائی کے جذبے دل میں رکھتا ہے اور احمدیت کو قومی نفرتوں کے لئے ایک آلۂ کار بنانا چاہتا ہے اس کی کوششیں مردود ہوں گی میں یقیناً آپ کو بتاتا ہوں اور اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ خدا خود اس جماعت کی حفاظت کرنے والا ہے، وہ نگران ہے اور وہ ہر ایسی کوشش کو نامراد اور ناکام کردے گا جو جماعت میں تفرقہ پیدا کرنے والی ہے اور حبل اللہ پر ہاتھ ڈالنے والوں کے اجتماع کے خلاف کوشش کی ہے ۔ خدا نے خود یہ وعدہ فرمایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور بڑے کھلے الفاظ میں دنیا کی آئندہ ہونے والی سازشوں کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ خدا تجھے محفوظ رکھے گا۔

چنانچہ 1905ء میں جبکہ پہلی مرتبہ فری میسنز (Free Masons) کے متعلق انگریزی زبان میں ایک کتاب شائع ہوئی جس میں یہ بیان کیا گیا کہ ایک سیکرٹ سوسائٹی ہے جو دنیا کی طاقتوں پر قبضہ کرنا چاہتی ہے ۔ اس وقت جب کہ فری میسنز (Free Masons) کے لفظ سے ہندوستان کے شاید گنتی کے چند باشندے آگاہ ہوں اور ہندوستان کی بھاری اکثریت نے کبھی نام بھی نہیں سنا تھا کہ فری میسن ہوتے کیا ہیں ۔ 1901ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہوا ’’فری میسن مسلط نہیں کئے جائیں گے‘‘۔ (تذکرہ صفحہ:۳۳۶) یعنی خدا تعالیٰ تمہیں اور تمہارے ماننے والوں کو فری میسنز کے تسلط سے محفوظ رکھے گا۔ کتنا عظیم الشان وعدہ ہے اور کتنا یقین کی چٹانوں پر قائم کرنے والا وعدہ ہے۔

اس لئے خطرات سے آگاہ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ میں آپ کو خوفزدہ کر رہا ہوں ۔ میں جانتا ہوں کہ آپ جو خدا والے ہیں آپ کو کوئی خطرہ نہیں لیکن متنبہ کرنا پھر بھی ضروری ہے کیونکہ قرآن کریم بار بار متنبہ فرماتا ہے ۔ بعض دفعہ تنبیہہ نہ ہونے کے نتیجے میں بعض لوگوں کو خدشہ پیدا ہو جاتا ہے، بعض کمزور لوگ ٹھوکر کھا جاتے ہیں وہ منصب سے ہٹ جایا کرتے ہیں ۔ اس لئے جماعت کو تنبیہ نہیں ہے، ان کمزوروں کو بچانے کی خاطر ایک نصیحت ہے کہ تم باخبر رہو کس طرف سے لوگ تم پر حملہ کرتے ہیں کس طرح تمہیں خطرات لاحق ہوتے ہیں اور علاج ایک ہے کہ اللہ کی رسی کو پکڑ لو اور اس رسی کو پکڑ لو جس کے متعلق خدا فرماتا ہے کہ اس رسی کے پکڑنے والوں پر کوئی مسلط نہیں کیا جائے گا۔

فری میسنری کیا ہے اس کی تفصیل کے متعلق ہمیں جاننے کی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ ایک

سمبل (Symbol) بن چکا ہے، خفیہ سازش کے ذریعے دنیا کی طاقتوں پر قبضہ کرنے کا۔ کہاں تک یہ بات درست ہے کہاں تک یہ بات غلط ہے اس سے بحث نہیں لیکن آج دنیا فری میسنری کو ایک خفیہ تنظیم کے طور پر جانتی ہے جو دنیا کی نظر سے اوجھل ہو کر طاقتوں کے سرچشمے پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتی ہے اور اس کوشش میں دنیا کے اکثر ممالک میں کامیاب ہو چکی ہے اور بارہا دنیا کے اخبارات میں کتب میں ٹیلی ویژنز پر، ریڈیو پر ایسے پروگرام آپ سنتے ہوں گے جن میں ان معاملات کی تفصیل بیان کی جاتی ہے کہ کس طرح کتنے اہم لوگ فری میسنری کے ممبر بن گئے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ قبضہ ہے تو وہ انکار کرتے ہیں کہ نہیں ہم تو ایک نیک سوسائٹی کے ممبر ہیں لیکن واقعۃً نتیجہ یہی نکلتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس الہام کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یقین دلا دیا کہ **تو اور تیرے غلام ہر خفیہ تنظیم کی سازش سے محفوظ کئے جائیں گے کیونکہ خدا یہ فرماتا ہے اس نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ تمہیں غیر اللہ کے تسلط سے آزاد کرے گا۔** کیسے آپ آزاد رہیں گے؟ اس لئے کہ جب خدا کی محبت آپ کے دلوں پر غالب آئے گی تو غیر اللہ کا رنگ اس پر چڑھ ہی نہیں سکتا، آ ہی نہیں سکتا۔ ایک دل میں دو محبتیں نہیں رہا کرتیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ایک سینے میں دو دل ہم نے پیدا نہیں کئے۔ مراد یہ ہے کہ جو محبت ایک دفعہ دل پر غالب آجائے اس محبت کی طاقت ہے جو ہر غیر محبت کو دھتکار دیا کرتی ہے۔ یہ راز ہے ایک طاقت کے سرچشمے کا۔ اس لئے آپ خدا کی محبت کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور اس محبت کی خاطر اپنے سارے تعلق مضبوط کریں، اس محبت کی بنا پر خلافت سے تعلق قائم رکھیں تو یقیناً پھر آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ ہر دوسرا تعلق جس کی طرف آپ کو بلایا جائے گا اس کی آپ کے نزدیک کوئی بھی اہمیت اور کوئی بھی قیمت نہیں ہوگی۔

پھر اسی طرح اور بھی کئی ذرائع سے رفتہ رفتہ رخنہ پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ شوریٰ کے لئے جو تجاویز میں نے دیکھیں چند دن ہوئے میں حیران ہو گیا کہ کس طرح بعض لوگ لاعلمی سے اور بعض لوگ غالباً عمداً ایسی تجویزیں رفتہ رفتہ داخل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ لوگ جو امریکن پرورش میں جوان ہوئے ہیں، یہاں پیدا ہوئے اور یہی بڑے ہوئے اور بعض امریکن قدروں سے واقف ہیں وہ دھوکے میں مبتلا ہو سکتے ہیں اور نیکی کے نام پر ان کو برائی کی طرف

منتقل کیا جاسکتا ہے۔مثلاً اگر یہ آواز اٹھے بار بار کہ جماعت احمدیہ کو امریکن مزاج کو سمجھنا چاہئے اور امریکن مزاج کو سمجھنے کے ذریعے وہ تبلیغ کر سکتے ہیں ورنہ ناکام ہو جائیں گے۔اس لئے امریکن مزاج جاننے والے اوپر آنے چاہئیں یہ ظاہری نتیجہ ہے جس کو مخفی رکھا جاتا ہے۔اگر جماعت احمدیہ امریکہ کے مزاج سے ناواقف ہے خلیفۂ وقت تو امریکہ کی پیداوار نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے آئندہ کبھی خدا تعالیٰ اس ملک کو بھی اگر یہ تقویٰ کی آماجگاہ بن جائے خلافت کا مرکز بنادے، کوئی اس سے انکار نہیں کرسکتا مگر سردست تو خدا تعالیٰ نے خلیفہ وہاں سے چنا ہے جو امریکہ کی پیداوار نہیں اور بظاہر اس کو امریکہ کے مزاج کا کوئی علم نہیں ہونا چاہئے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امریکہ کے مزاج سمجھنے کے لئے امریکن لوگ آگے آنے چاہئیں، جاپان کا مزاج پھر کیوں اہمیت نہیں رکھتا؟ جاپان کا مزاج بھی تو اہمیت رکھتا ہے،اس کو سمجھنے کے لئے اور اس کو غالب کرنے کے لئے جاپانیوں کے ہاتھ میں لیڈر شپ چلی جانی چاہئے اور نائیجریا کا مزاج سمجھنا چاہئے اور پھر غانا کا مزاج سمجھنا چاہئے اور سیرالیون کا مزاج سمجھنا چاہئے، انگلستان کا سمجھنا چاہئے، جرمنی کا سمجھنا چاہئے، چین کا سمجھنا چاہئے، کوریا کا سمجھنا چاہئے، بے شمار دنیا میں ممالک ہیں۔ایک سو چودہ (114) ممالک میں جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے قائم ہو چکی ہے۔کیا خلیفہ ایک سو چودہ ممالک میں پیدا ہوگا بیک وقت؟ اور ایک سو چودہ کی ممالک کی تربیت میں جوان ہوگا؟ اگر نہیں تو پھر وہ کیسے دنیا کو اسلام کا پیغام پہنچائے گا یہ آواز اٹھ رہی ہے۔

حالانکہ قرآن کریم بتاتا ہے کہ ایک ہی مزاج ہے جس پہ انسان کو پیدا کیا گیا ہے اور اس مزاج پر اسلام کو پیدا کیا گیا ہے۔ یہ دین فطرت ہے۔ یہ دعویٰ ہے اسلام کا۔اس دعوے کی بنا پر یہ عالمگیر مذہب ہونے کا اہل ہے۔ یہ آواز جو اٹھتی ہے کہ امریکہ کے لئے امریکہ کا مزاج سمجھنے والے چاہئیں۔ یہ بظاہر ایک جدید آواز ہے لیکن قدیم ترین آواز ہے،ایک پرانے زمانے کی آواز ہے۔اس زمانے کی آواز ہے جبکہ مذاہب قومی اور ملکی ہوا کرتے تھے۔ابھی اسلام پیدا نہیں ہوا تھا۔امریکہ میں امریکہ کی طرف نبی آئے تھے، یورپ کے ممالک میں یورپ کے ممالک کو مخاطب کرنے والے نبی آئے تھے، جاپان میں جاپان کو خطاب کرنے والے نبی آئے تھے اور Middle East میں Middle East سے تخاطب کرنے والے نبی پیدا ہوئے۔ساری دنیا کے مزاج کو خدا نے ملحوظ رکھا

لیکن علاقائی نبی پیدا کئے کیونکہ علاقائی مزاج کو سمجھ کر پیغام دینے والا دنیا کو مخاطب نہیں ہوسکتا۔ ایک ہی صورت تھی تمام دنیا کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کی۔ ایک ایسے عالمی نبی کو پیدا کیا جاتا جو فطرت کا مزاج سمجھتا، اس فطرت کا مزاج سمجھتا جس پر خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ جس پر ہر کالے کو پیدا کیا ہے، جس پر ہر گورے کو پیدا کیا ہے، جس پر ہر سرخ کو پیدا کیا ہے، جس پر ہر زرد کو پیدا کیا ہے۔ مشرق کو بھی پیدا کیا ہے، مغرب کو بھی پیدا کیا ہے۔ چنانچہ اس نور کا جو محمد مصطفی ﷺ سے ذکر کرتے ہوئے قرآن فرماتا ہے:۔ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ (النور:۳۶) یہ تو عالمی نور ہے نہ یہ مشرق کی جائیداد ہے نہ مغرب کی جائیداد ہے۔ ہر ملک اور ہر قوم کی نمائندگی کرنے والا نبی ہے۔

اسی لئے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے اپنے آخری خطاب میں جو حجۃ الوداع کہلاتا ہے، بڑی شدت کے ساتھ، بڑی سختی کے ساتھ قبائلی تقسیموں کو رد فرمایا جاہلیت قرار دیا۔ انسان کو ایک ہاتھ پر اکٹھا رہنے کی نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ آج اس دن اور اس دن کی عزت کی قسم! جس دن میں بات کر رہا ہوں (یعنی حج اکبر کا دن تھا) اس مقام کی قسم! جس مقام پر میں کھڑا ہوں، اس دن کی حرمت اس مقام کی حرمت میں تمہیں یاد دلاتا ہوں۔ میں ان سارے جاہلیت کے خیالات کو جو انسان کو مختلف قوموں اور نظریوں میں تفریق کرنے والے ہیں اپنے پاؤں کے نیچے کچل رہا ہوں، ہمیشہ کے لئے میں ان کو کچل چکا ہوں، کبھی کوئی تم میں سے ان کو زندہ کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اگر تم سچے مسلمان ہو، اگر تم میری اس آخری نصیحت کی کوئی بھی قدر کرتے ہو تو یہ تفریقیں تمہارے پاؤں کے نیچے بھی ہمیشہ کچلی جانی چاہئے۔ یہ وہ دین ہے جو دین واحد ہے جس نے تمام دنیا کی قوموں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا ہے۔ یہ ہے محمد مصطفی ﷺ کا دین جو عالمی نبی تھے، ہر قوم کو پیغام دینے کے لئے خدا کی طرف سے چنے گئے تھے۔

پس پہلے بھی جب میں اس دورے پر حاضر ہوا تھا اپنے ذاتی طور پر، ایک مجلس میں یہ سوال اٹھایا گیا کہ آپ ایسے آدمیوں کو بھیج دیتے ہیں جو امریکن مزاج نہیں سمجھتے۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ محمد مصطفی ﷺ کا مزاج سمجھتے ہیں کہ نہیں؟ مجھے صرف اس میں دلچسپی ہے۔ اگر محمد مصطفی ﷺ کا مزاج سمجھنے والے غلام تمہارے سامنے حاضر ہوتے ہیں تو امریکن مزاج سمجھتے ہوں یا نہ سمجھتے ہوں، جاپانی مزاج سمجھتے ہوں یا نہ سمجھتے ہوں، افریقین مزاج سمجھتے ہوں یا نہ سمجھتے ہوں لازماً وہ اس بات کے اہل

ہیں کہ تمہاری تربیت کر سکیں۔ تمہارے مزاج اگر بگڑ جائیں گے تو اسلام کہاں کہاں تمہارے اس بگڑے ہوئے مزاجوں کی پیروی کرتا پھرے گا۔ اگر تمہاری سوچیں ٹیڑھی ہو چکی ہوں گی اور مقامی بن گئی ہوں گی تو کہاں کہاں اسلام ٹیڑھا ہو کر تمہاری سوچوں کی پیروی کرتا پھرے گا۔ تمہیں ان ٹیڑھی سوچوں کو چھوڑنا ہوگا اور اس مرکزی بنیادی مزاج کی طرف آنا ہوگا جو محمد مصطفی ﷺ کا مزاج ہے۔

اسی لئے قرآن کریم نے واضح طور پر سورۃ طٰہٰ میں فرمایا کہ جب دنیا کے تکبر توڑ دیئے جائیں گے، جب عظیم طاقتوں کو ملیا میٹ کر دیا جائے گا اور انہیں ہموار کر دیا جائے گا:۔

يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ (طٰہٰ:۱۰۹)

تب دنیا اس بات کی اہل ہوگی کہ میرے محمد ﷺ، اس داعی کی پیروی کر سکے جس میں کوئی کجی نہیں۔ تم چاہتے ہو کہ اسلام تمہاری کجیوں کی پیروی کرے، تمہارے مطابق اپنا مزاج بدلنا شروع کرے یہ نہیں ہوسکتا۔ کسی قوم کو یہ اجازت نہیں دی جائے گی کہ اسلام کے عالمی مزاج کو قومی مزاج میں تبدیل کرنے کی کوشش کرے۔

اسی طرح جاپانیوں نے ہر مذہب کا حلیہ بگاڑا۔ آج بھی بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ جو مذہب جاپان میں داخل ہوا ہم نے اس کو Japanised کر دیا یعنی بدھ ازم کو بھی Japanised بدھ ازم کے طور پر اپنایا، کنفیوشس ازم کو بھی Japanised کنفیوشس ازم کے طور پر اپنایا اور تاؤ ازم کو بھی Japanise تاؤ ازم کے طور پر اپنایا اور آج اسلام کو بھی Japanised اسلام کے طور پر اپنا رہے ہیں۔

چنانچہ ایک جاپان کا مسلمان لیڈر مجھے ملا اور اس سے میں نے پوچھا کہ آپ بتائیں کہ اسلام کو آپ جس طرح Japanised کر رہے ہیں اس کی مثال دیں؟ کہتا مثلاً ہم نے وہاں شراب حلال کر دی سؤر حلال کر دیا۔ سب جاپانی مسلمانوں کو ہم کہتے ہیں کہ یہ پرانے زمانے کی باتیں تھیں جاپانی مزاج کے مطابق ہم سؤر اور شراب کے بغیر رہ ہی نہیں سکتے اس لئے اسلام کو بدلنا ہوگا۔ اس طرح تو اسلام دوبارہ ہزار ہا ملکوں اور قوموں میں تبدیل ہو جائے گا۔ وہ وحدت ملی کہاں رہی جس کی طرف دنیا کو بلایا جا رہا تھا؟ وہ ایک پیغام کہاں چلا گیا جس کی طرف سارے انسانوں کو دعوت دی جا رہی تھی؟ دنیا واپس لوٹ جائے گی ان قدیم زمانوں کی طرف جب ملکی نبی ملکی پیغام لے کر آیا

کرتے تھے، ملکی مزاج کو ملحوظ رکھا کرتے تھے۔

اس لئے ان باتوں کو خوب سمجھیں اور اپنے پلے باندھ لیں یہ مضمون بہت وسیع اور بہت لمبا ہے میں اب اس بات کو مختصر کرتا ہوں کیونکہ آج اس کے بعد شوریٰ کی کاروائی بھی ہونی ہے۔

اللہ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے، خدا آپ کو اپنی خالص محبت عطا کرے کیونکہ سب ضمانتوں سے بڑھ کر، سب ضمانتوں کی جان خدا کی محبت ہے۔ یہ محبت آپ کے دل میں پیدا ہوگئی تو مجھے آپ کے بارے میں کوئی خطرہ نہیں رہے گا میری ساری فکریں دور ہو جائیں گی۔ میں کامل اطمینان رکھوں گا کہ میں آپ کو خدا کی حفاظت میں چھوڑ کر جارہا ہوں لیکن اگر آپ نے اس محبت کو خطرہ پیدا ہونے دیا، اس محبت پر آنچ آنے دی تو میری ساری نصیحتیں ہوا میں بکھر جائیں گی، میرے سارے غم قائم رہیں گے، میں ہمیشہ آپ کے بارے میں فکروں میں مبتلا رہوں گا۔ خدا کی خاطر ایک ہو جائیں، خدا سے اپنا پیار بڑھائیں، مجھ سے اگر پیار کرتے ہیں تو محض خدا کی خاطر کریں پھر آپ کو کوئی دنیا کی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ پھر آپ کی جمعیت ہمیشہ قائم رہے گی، پھر آپ پھولیں گے اور پھلیں گے اور بڑھیں گے اور کوئی دنیا کی طاقت آپ کو سمیٹ نہیں سکے گی، آپ کے پیغام میں وہ عظمت پیدا ہو جائے گی جس میں خدا کی محبت غیر معمولی کشش پیدا کرتی ہے۔ آپ وہ آسمانی آواز ہو جائیں گے جو زمینی طاقتوں کے مقابل پر غالب آئے گی اور زمین پر جھکنے والوں کو آپ اٹھائیں گے اور آسمان کی بلندیوں پر لے جائیں گے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

چند مرحومین کی نماز جنازہ غائب کی درخواست کی گئی ہے اور بہت سے ایسے اس میں کارکن بھی شامل ہیں جو سلسلے کے کارکن تھے، بعض ان میں ایک وقت میں واقفین زندگی بھی رہے۔ بہر حال ان سب کی نماز جنازہ غائب، جمعہ کے بعد عصر کی نماز ہوگی عصر کی نماز کے بعد پڑھائی جائے گی۔

پہلا نام ہے مکرم ملک عطاء الرحمان صاحب سابق مبلغ فرانس کا جو چند روز قبل جرمنی میں وفات پا گئے۔

دوسرے ڈاکٹر کیپٹن بشیر احمد صاحب ربوہ میں وفات پا گئے ہیں اور ان کے ایک بھائی جو دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں مدت سے بہت ہی عمدگی اور اخلاص کے ساتھ کام کرتے رہے مکرم محمد احمد

صاحب وہ بھی تھوڑے ہی عرصہ پہلے وفات پاگئے ہیں۔اوپر تلے اس خاندان میں یہ دوموتیں ہوئی ہیں اوراس کے علاوہ ان کے ایک اورعزیز محمد شفیع صاحب بھی جوقریبی رشتہ دار تھے وہ سیالکوٹ میں وفات پاگئے۔توان تینوں کی نماز جنازہ بھی عصر کے بعد ہوگی۔

اس کے علاوہ ہمارے ایک بہت مخلص فدائی کارکن جوواقف زندگی تونہیں تھے مگر جہاں بھی رہے سلسلہ کی خدمت میں ہمیشہ پیش پیش رہے صوفی رحیم بخش صاحب۔جو ہمارے وقف جدید کے ایک پرانے ساتھی صوفی خدابخش صاحب کے بھائی تھے۔لنڈن میں کل اطلاع ملی ہے کہ ہارٹ اٹیک سے وفات پاگئے ہیں۔

توان سب کی نماز جنازہ غائب عصر کی نماز کے معاً بعد ہوگی